وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا
أَن يَّكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ وَمَن يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ
فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا ۔ (سورۃ الاحزاب: 36)

ترجمہ: اور (دیکھو) کسی مومن مرد اور کسی مومنہ عورت کے لئے یہ لائق و جائز نہیں کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ان کے بارے میں) کسی معاملے کا فیصلہ کر دیں تو (وہ اپنی رائے کو دخل دیں اور) اس معاملے میں ان کا (اپنا) اختیار (باقی) رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا۔

پیارے پیغمبر ﷺ کی

چند اہم نصیحتیں

جمع و ترتیب:

حافظ حماد امین چاؤلہ
فاضل اسلامک یونیورسٹی مدینہ منورہ

ناشر:
جامع مسجد خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
ڈبل روڈ، گلشن حدید فیز 2
www.islamfort.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدُ للہ والصلوٰۃ والسلام علی رسول اللہ وعلیٰ آلہ وصحبہ وازواجہ ومن والاہ،وبعد

پہلے مجھے پڑھیئے !

ہمیں اللہ نے کیوں پیدا فرمایا اور ہماری زندگی کا مقصد کیا ہے ؟

تمام تعریفات اللہ رب العالمین ہی کے لیے ہیں جو اس کائنات اور کائنات کی ہر شیئ کا تنہا و اکیلا خالق و مالک اور مدبر ہے، ہر قسم کی خیر و بھلائی اُسی کے ہاتھ میں ہے، وہی خیر و بھلائی کرنے کی اور شر و برائی سے رکنے کی توفیق دینے والا ہے، اُس نے ہر شیئ کو کلمہ ''کُن'' سے پیدا فرمایا سوائے انسان کے کہ انسان کو اُس نے اپنے ہاتھوں سے پیدا فرمایا جو اللہ رب العالمین کی طرف سے انسان کے اشرف المخلوقات ہونے کی دلیل ہے، اللہ نے انسانوں کو عقل و شعور کی نعمت سے نوازا، اُنہیں خیر و شر میں فرق کرنے کی صلاحیت بخشی، اس زمین پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار مخلوقات بستی ہیں، لیکن انسانوں کے لئے اپنی بے شمار پیدا کردہ اشیاء کو مسخر فرما دیا اور انسان کو زمین کا خلیفہ بنایا اور زمین کی باگ دوڑ کی ذمہ داری انسان کو عطا فرمائی۔ مگر یہ سب کس لئے ......؟ تاکہ انسان اللہ کی دی ہوئی زمین پر اللہ کے نظام اور اللہ کے اوامر و احکام کو نافذ کرے اور اللہ کی دی ہوئی زندگی کو اللہ ہی کی دی ہوئی شریعت کے مطابق گزارے، فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ: ''اور میں نے جن و انسان کو صرف اسی لیے پیدا فرمایا تاکہ وہ میری عبادت کریں''۔ (الذاریات:۵۶) یعنی جس اللہ نے زندگی دی ہے اسی لئے دی ہے کہ اُسے اللہ ہی کی اطاعت و فرمانبرداری میں گزارا جائے۔

صحیح اور غلط کا معیار کیا ہے ؟

اور پھر اسی مقصد کے لیے اللہ نے انسانوں کی راہنمائی کے لئے اپنے رسولوں کو دنیا میں بھیجا، سب سے افضل کتابیں نازل فرمائیں اور سب سے آخر میں سب سے افضل رسول خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور سب سے افضل کتاب قرآن کریم کو نازل فرمایا اور قرآن و صاحبِ قرآن سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت میں دینِ اسلام کو دین و مذہب کے طور پر اپنے بندوں کے لئے پسند فرمایا اور سابقہ تمام ادیان و شریعتوں کو منسوخ قرار دیا اور پھر قیامت تک آنے والی انسانیت کو اس بات کا پابند کیا کہ وہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن مجید کی معرفت و تعلیم حاصل کریں اور پھر انہی کی اطاعت و پیروی میں اپنی زندگی بسر کریں۔ فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ: ''بلاشبہ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے''۔ (آلِ عمران:۱۹)

اور فرمایا: ترجمہ: ''اور جس نے بھی اسلام کے علاوہ (نظریہ و فکر اور ایمان و عمل کے لیے) کوئی اور دین تلاش (اختیار) کیا پس وہ اُس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائیگا اور وہ

آخرت میں خسارہ و بربادی پانے والوں میں سے ہوگا''۔(آلِ عمران:۸۵)
لہٰذا صحیح اور غلط کا معیار اللہ کا دین ہے جو صرف اور صرف اسلام ہے اور اسلام قرآن و حدیث کا نام ہے۔

ایک بنیادی و سنہری اصول:

اور قرآن حکیم نے ہمیں یہ بنیادی وسنہری اصول دیا ہے کہ:

''خیر و بھلائی، حق، جائز وصحیح صرف وہ ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ خیر، حق، جائز وصحیح قرار دے اور شر و بدی، باطل، ناجائز وغلط وہ ہے جسے اللہ اور اس کا رسول ﷺ شر، باطل، ناجائز وغلط قرار دے''۔

فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ: ''بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو اور وہ (درحقیقت) تمہارے لیے بہتر ہو اور بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو پسند کرو اور وہ (درحقیقت) تمہارے لیے بری ہو، اور اللہ ہی جانتا ہے اور تم نہیں جانتے''۔(البقرۃ:۲۱۶) آیت کے آخری حصہ میں غور کریں کہ ہم انسان نہیں جانتے کی کس بات وعمل میں ہمارا فائدہ ہے اور کس میں نقصان؟ لیکن یہ فقط اللہ ہی جانتا ہے اسی لئے جس چیز کو اللہ نے قرآن مجید کے ذریعہ اور اپنے رسول ﷺ کی احادیث، سنت وسیرت کے ذریعہ انسانوں کے لئے جائز وحلال قرار دیا اُسی میں انسانوں کے لئے خیر و بھلائی، عافیت وسلامتی ہے اور جس چیز کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے انسانوں کے لئے ناجائز وحرام قرار دیا ہے اس میں انسانوں کے لئے محض شر، تباہی و بربادی اور ہلاکت ورسوائی کے سوا کچھ نہیں۔

کیا ہم مسلمان ہیں؟

فرمانِ الٰہی ہے: ترجمہ: ''سو قسم ہے تیرے پروردگار کی! یہ مؤمن (ایمان والے) نہیں ہو سکتے، جب تک کہ تمام آپس کے اختلاف میں آپ کو حاکم (فیصلہ کرنے والا) نہ مان لیں، پھر جو فیصلے آپ ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں اور کسی طرح کی تنگی اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں''۔(النساء:۶۵)
مذکورہ آیت میں غور کریں اور پھر اپنے نظریہ وعمل کا جائزہ لیں، کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو اپنی زندگی کے چھوٹے سے چھوٹے معاملہ سے لیکر بڑے سے بڑے ہر معاملہ میں حاکم وفیصلہ کرنے والا مانتے ہیں؟ اور رسول اللہ ﷺ کے ہر حکم وفیصلہ میں اپنے نفس میں کسی بھی طرح کی کوئی تنگی، ناخوشی و جھجک تو محسوس نہیں کرتے؟ اور کیا رسول اللہ ﷺ کے ہر فیصلہ پر سرِ تسلیم خم کرتے ہیں؟ اگر جواب نفی میں ہو تو اپنے ایمان کا جائزہ لیں اور اپنی اصلاح کریں اور اگر اثبات میں ہو تو اللہ کا شکر ادا کریں اور اس پر استقامت اختیار کرتے ہوئے دوسروں کی اصلاح کریں۔

مذکورہ باتوں کا مقصد:

مذکورہ باتوں کا مقصد یہ ہے کہ پہلے ہم اپنے نظریہ کی اصلاح کریں، جب تک نظریہ ٹھیک نہیں ہوگا عمل درست نہیں ہوسکتا، ہمیں ہمارے رب نے ہماری تخلیق کا مقصد بھی سمجھایا، ہمیں قرآن وحدیث کی صورت میں بہترین دین بھی عطا فرمایا، پھر بھی ہمارے صحیح اور غلط، حق و باطل جائز و ناجائز اور خیر وشر کے معیار الگ الگ یا قرآن وحدیث سے ہٹ کر کیوں ہیں؟ قرآن ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث وسنت اور سیرت کے ہوتے ہوئے ہم کیوں دردر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں؟ نظریات وافکار، تہذیب وثقافت، معاشرت ومعیشت، سیاست وآداب ہم کیوں اغیار سے لے رہے ہیں؟ ہم نے اپنے دین کو نہ پڑھنے کی کوشش کی نہ سیکھنے کی پھر ہم یہ کیسے کہ سکتے ہیں کہ ہمارا دین دقیانوسیت یا انتہا پسندی پر مشتمل ہے یا آج کے ترقی یافتہ و ماڈرن زمانے اور لوگوں کے لئے قابلِ عمل نہیں ہے والعیاذ باللہ، ہماری عقلیں ماؤف ہوگئیں ہیں کہ وہ اللہ جس نے انسانی عقل کو تخلیق فرمایا، آج یہی انسانی عقل اپنے خالق کے نظام کو ناقابلِ اعتبار وعمل قرار دیکر خود اپنے خالق کے نظام کے مقابلہ میں ایک ناقص و ناکارہ نظام بناتی ہے اور سمجھتی ہے کہ وہ دنیا اور دنیا والوں پر حکومت کررہی ہے، انسانی دماغ کا خالق بھی اللہ ہے اور اس انسانی دماغ میں چھوٹی سے عقل جواب تک ۲۸ فیصد سے زیادہ انسانی دماغ کو سمجھنے واستعمال کرنے کی صلاحیت نہ رکھ سکی وہ چلی ہے اس کائنات کے نظام بنانے والے کا مقابلہ کرنے۔ پھر میں کیوں نہ لکھوں کہ اُن سے بڑا جاہل اور بے وقوف ہی کوئی نہیں جو خالق کا مقابلہ مخلوق سے کرتے ہیں اور ان سے بھی بڑے بے وقوف وہ ہیں جو ایسے لوگوں کی باتوں میں آکر اللہ خالقِ کل کے نظام پر طعن کرتے ہیں۔ سوچیے کہ ایسے لوگوں نے جتنی عقل اللہ کے نظام کو رد کرنے اور اس کے مقابلہ میں نئے نئے نظام بنانے پر صرف کی اتنی عقل وہ اگر اللہ کے نظام، نظامِ اسلام کو سمجھنے اور اسے عملی طور پر نافذ کرنے میں لگاتے تو آج دنیا کی حالت ہی کچھ اور ہوتی، ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اللہ کے دین کو بدلنے کے بجائے خود کو بدلنے کی کوشش کریں۔

چونکہ یہ تحریر خواتین کے حوالہ سے ہے لہٰذا اس تمہید کے لکھنے کا مقصد بھی یہی ہے کہ خواتینِ اسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان نصیحتوں کو اِسی نظریہ سے غور سے پڑھیں، سمجھیں، انہیں خوش دلی سے قبول وتسلیم کریں اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین پر عمل کرنے کو اپنے لیے باعثِ عزت و سعادت اور دنیا وآخرت میں حقیقی کامیابی کا ذریعہ سمجھیں۔ اللہ توفیق عطاء فرمائے وہی توفیق دینے والا ہے۔

پہلی نصیحت :

شرک ، چوری ،بدکاری ،قتلِ اولاد ،بہتان درازی ، نوحہ کرنے ، بے پردگی اور رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے سے اجتناب کرو۔

سیدہ امیمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بیعت کرنے کے لئے حاضر ہوئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں تم سے ان باتوں پر بیعت لیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، چوری نہ کرنا، زنا نہ کرنا، اپنی اولاد کو قتل نہ کرنا، کسی پر بہتان نہ لگانا، نوحہ نہ کرنا اور بے پردہ باہر نہ نکلنا جیسے جاہلیت میں نکلا کرتے تھے''۔ (مسند احمد، ایک روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن سے قرآن مجید سورۃ الممتحنۃ: آیت: ۲۱ کے مطابق عہد لیا جس میں مذکورہ باتوں کے علاوہ یہ بھی ہے کہ: ''اور کسی نیک کام میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی''۔)

وضاحت: شرک کو قرآن کریم میں ظلمِ عظیم سے تعبیر کیا گیا ہے (سورۃ لقمان: ۱۳) اور ظلم کی تعریف ہی یہی ہے کہ ''کسی بھی چیز کو اُس کی اصل جگہ سے ہٹا کر کہیں اور رکھنا یا کسی کے حق کو کسی اور کو دیدینا۔ اسطرح شرک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حقِ عبادت کو، یا اُس کے اختیار، قدرت وطاقت کو یا اس کے ناموں میں سے کسی نام یا صفات میں سے کسی بھی صفت کو غیر اللہ کو دینا۔ جیسے اللہ کے علاوہ غیر اللہ کو خواہ وہ کوئی نبی و رسول ہو، ولی یا بزرگ ہو، کوئی جاندار ہو یا بے جان حجر و شجر ہو کسی کو بھی اللہ کے سوا داتا، دستگیر، حاجت روا، مشکل کشاہ، غوثِ اعظم، غریب نواز، فریادرس، بگڑی بنانے والا، اولاد دینے والا سمجھنا، یا اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا، مدد کے لئے پکارنا، اللہ کے علاوہ کسے کے لئے نذر و نیاز کرنا، جانور ذبح کرنا، اللہ کے گھر کعبہ کے علاوہ کسی بھی جگہ کا طواف کرنا، اللہ کے علاوہ کسی کو قادرِ مطلق، مختارِ کل، کائنات میں تصرف کا اختیار رکھنے والا یا عالم الغیب سمجھنا وغیرہ سب شرک اور اس کی قسمیں ہیں، یہ سب فقط ایک اللہ کا حق ہے، یہی رسولوں، صحابہ و اولیاء کی تعلیمات ہیں جس کی پاسداری اسلام کا پہلا و بنیادی فریضہ ہے اور جس کے بغیر نہ ہی کوئی مسلمان رہ سکتا ہے، نہ ہی دنیا میں امن و امان قائم ہوسکتا ہے اور نہ ہی آخرت میں اللہ کی رضا، رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت اور جنت کا حصول ممکن ہے۔ بقیہ چند اہم امور کی وضاحت اگلی سطور میں ملاحظہ کریں۔

دوسری نصیحت :

تقوی اور پرہیز گاری کو اپنا شعار بناؤ اور قول و فعل میں نرمی اختیار کیا کرو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا: اے عائشہ رضی اللہ عنہا تقویٰ کو لازم پکڑو اور اے عائشہ رضی اللہ عنہا نرمی برتا کرو کہ نرمی ہمیشہ جس چیز میں ہوتی ہے اسے مزین کر دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال دی جاتی ہے تو وہ

چیز عیب دار ہو جاتی ہے۔(سنن ابی داؤد)

وضاحت: تقویٰ سے مراد ہے: ہر اس کام کو کرنا جس کے کرنے کا اللہ و رسول ﷺ نے حکم دیا اور ہر اُس کام سے رُک جانا جس سے رکنے کا اللہ ورسول ﷺ نے حکم دیا۔ اور نرمی اختیار کرنے سے مراد ہے: کہ ہر بری، فحش و ناجائز بات سے اپنی زبان کی حفاظت کرنا، غصہ پر کنٹرول کرنا، تحمل و برداشت سے کام لینا اور بردباری اختیار کرنا۔

نیز یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ قرآن حکیم کے حکم کے مطابق عورت غیر محرم مرد سے ضروری بات کرتے وقت اپنے لہجہ میں نرمی کی بجائے سختی رکھے تا کہ اُس کا نرم لہجہ کسی فتنہ کا سبب نہ بنے البتہ اسکے الفاظ میں بدتمیزی و بدتہذیبی نہ ہو۔(مفہوم سورۃ الاحزاب: ۳۳)

تیسری نصیحت :

شرعی پردے کی پابندی کرو اورحیاء و پاکدامنی اختیار کرو۔

اللہ تعالیٰ نے ایمان والی عورتوں کو حجاب و پردہ کا حکم دیا اور اسے مؤمنہ عورت کا شعارو پہچان قرار دیا۔(الاحزاب:٦٩)اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے چنانچہ جب کوئی عورت اپنے پردہ سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے بہکانے کے لیے موقع تلاش کرتا رہتا ہے(ترمذی)اور خیر القرون سے لیکر آج تک ہر زمانے میں تمام معتبر اہلِ علم اس بات پر متفق رہے ہیں کہ پردہ وحجاب باحیا عورت کی عزت، زینت، وقار اور پہچان ہے، حتیٰ کہ عورت کا لفظی معنیٰ بھی چھپایا جانا ہے، زیادہ سے زیادہ اختلاف جو اس مسئلہ میں پایا جاتا ہے وہ فقط اس حد تک ہے کہ چہرہ و ہاتھ کو کھولنا جائز ہے کہ نہیں جبکہ سر پر چادرودوپٹہ لینے، سینے کو پردہ میں لپیٹنے اور بقیہ مکمل جسم کو چھپانے و پردہ کرنے میں مسلمانوں کا کوئی اختلاف نہیں رہا لیکن ہر زمانے میں شیطان اور اس کے آلہ کاروں کی یہ کوشش رہی ہے کسی طرح باحیا و باپردہ مسلمان عورت کے جسم سے حیاوعصمت اور پردہ کی چادر کو کھینچ اتاریں اور آج وہ اپنی اس گھٹیا ورذیل حرکت میں ایک حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔آج مسلمانوں کا یہ دور اس لحاظ سے انتہائی شرمناک والمناک ہے کہ آج ہمارے گھروں اور معاشرے میں حیاوعصمت کا مفہوم ہی بدل گیا ہے، آزادی نسواں کے نام پر حیاوعصمت سے آزاد اور فحاشی وعریانیت پھیلانے کی جو تحریک دنیا میں شروع ہوئی ہمارے معاشرے میں اُس کے یہ بداثرات ہیں کہ ہماری مسلم خواتین نے بھی شرم وحیا اور اخلاقی رواداری سے عاری مغربی و ہندوانہ تہذیب وثقافت، معاشرت، رسوم ورواج، آداب واطوار حتی کہ چال ڈھال تک کو اپنانا شروع کر دیا ہے، سوچنے کی بات یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات کی تو پرواہ ہی نہیں رہی، لیکن آج سے چند سالوں پہلے جو لباس، چال چلن بدکردار

عورتوں کے سمجھے و مانے جاتے تھے، آج وہی بلکہ اس سے بھی بڑھ کر برہنہ پن،
بے لباسی و عریانیت کو آزادی، ترقی و فیشن کے نام پر کیسے خود کو مسلمان و باحیا سمجھنے و
کہلانے والی خواتین نے اپنا لیا ہے؟ کیا یہی صحیح اور غلط کا پیمانہ ہے؟ اللہ اور اس کے
رسول ﷺ کے احکامات کو دقیانوسیت و انتہا پسندی سے تعبیر کرنے والے جس طرح اپنی سوسائٹی میں
آزادی کے نام پر باہمی رضامندی سے کی جانے والی بدکاری کو قانونی و اخلاقی حیثیت دے چکے ہیں، کیا
اسے بھی مسلم خواتین ان کی اندھی تقلید میں اپنا لینے کے لئے تیار ہیں؟ کہ جس طرح بے پردگی کو انہوں نے اپنا
لیا ہے!! کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات، اللہ کے رسول ﷺ کی عزت جو آپ ﷺ کی
ازواج ہیں اور اہلِ ایمان کی مائیں ہیں ان سے بڑھ کر پاکدامن، باحیا، روشن خیال، قابلِ اتباع و پیروی
کوئی ہوسکتا ہے؟ جن کی نظروں میں بھی حیا تھی اور دل میں بھی لیکن اُن کے سر ہمیشہ اوڑھنیوں سے اور جسم ہمیشہ
پردہ سے ڈھکے و چھپے رہتے تھے۔ للہ ذرا سوچئے!!! پردہ ایک عورت کو قید نہیں کرتا بلکہ جس طرح ہمارے
معاشرہ میں بے راہ روی، فتنے، فحاشی و عریانیت عام ہوگئی ہے، نیتوں میں فطور کے ساتھ ساتھ نظروں میں
بھی بے حیائی پھیل چکی ہے تو ایسے میں یہ پردہ ہی ہے جو ایک باپردہ و پاکدامن لڑکی و خاتون کو بری نظروں و
برے ارادوں سے تحفظ فراہم کرتا ہے بشرطیکہ وہ شرعی پردہ کا اہتمام کرے۔ اور پھر عورت ایک قیمتی و معزز
ذات ہے جسے اللہ نے خوبصورتی عطاء فرمائی ہے اور اس خوبصورتی کو دیکھنے و استعمال کرنے پر ہر راہ چلتے کا
حق نہیں بلکہ صرف اُسی کا حق ہونا چاہیے جو اس حق کو ایک شرعی ضابطہ کے تحت اس کی اجازت سے استعمال
کرے لیکن افسوس کہ آج پردہ و حیا سے عاری عورت زیادہ تر دل بھلانے کا ایک کھلونا بن کر رہ گئی ہے۔

لباس سے متعلقہ اہم نصیحتیں:

ستر ڈھانپنا انسان کی اصل فطرت ہے اور اسے برہنہ کرنا شیطانی فطرت ہے جیسا کہ سیدنا آدم و حوا علیہما
السلام کے قصہ سے ثابت ہے کہ جب شیطان کے دھوکہ میں آکر اُن سے لغزش و خطا ہوگئی تو وہ بے لباس
ہوگئے اور پھر جنت کے پتوں سے اپنی شرمگاہ چھپانے لگے (الاعراف: ۲۰ تا ۲۳) لوگوں کو برہنہ یا نیم
برہنہ کرکے شیطان بے حیائی کا دروازہ کھولتا ہے اور پھر برائیوں کے بیسیوں دروازے خود بخود کھلتے چلے
جاتے ہیں، مغربی و ہندوانہ معاشرہ اس کی واضح مثال کے طور پر پیش کیے جاسکتے ہیں جس معاشرے میں
انسان کی شرم و حیا والی فطرت شیطان نے مسخ کردی ہے، نتیجۃً وہ معاشرہ حیوانی معاشرہ بن گیا ہے جہاں
فحاشی و عریانیت عام ہے کھلے عام بدکاری رائج ہے اور ماں بہن تک کا تقدس پامال ہو چکا ہے،
مسلم معاشرہ بھی اسی دلدل میں دھنستا چلا جارہا ہے، جبکہ اسلام میں شرم و حیا کو ایمان
قرار دیا گیا ہے، اسلام تو اس حد تک ہمیں شرم و حیا کا حکم دیتا ہے کہ جب ایک

صحابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ جب ہم اکیلے وتنہا ہوں کیا تب بھی اپنے ستر کو چھپائیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگوں کی نسبت اللہ زیادہ حق رکھتا ہے کہ اُس سے حیا کی جائے۔ (ابوداؤد) یعنی اللہ سے کچھ مخفی نہیں لیکن حیا کی یہ تعلیم ہے کہ اکیلے میں بھی بلاضرورت برہنہ نہیں ہونا چاہیے، یہ برہنہ پن چاہے مکمل ہو یا جسم کے چند مخصوص حصوں کا، چہ جائیکہ کھلے عام بے حیائی، فحاشی وعریانیت کے مظاہرے کئے جائیں۔

لہٰذا مسلم خواتین کے لیے ضروری ہے کہ لباس کے حوالہ سے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے دی جانے والی ہدایات کو جانیں اور انہیں دل وجان سے قبول کرتے ہوئے ان پر عمل کریں، جو درج ذیل ہیں:

لباس سے متعلقہ شرعی ضابطے:

خواتین کے لباس سے متعلقہ چند اہم شرعی ضابطے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درج ذیل فرمان سے ماخوذ ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (اور نہ ہی میں دیکھوں گا) جن میں ایک گروہ ان عورتوں کا ہے جو (دنیا میں) کپڑوں سے عاری رہنے والی، یا بظاہر کپڑے پہننے کے باوجود حقیقت میں بے لباس و برہنہ ہوں گی وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو تک کو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی (یعنی برسوں) دوری سے محسوس کی جاسکتی ہے۔'' (صحیح مسلم)

اب مذکورہ حدیث سے ماخوذ ان ضابطوں کو ہم نصیحتوں کے طور پر پیش رہے ہیں:

چوتھی نصیحت:

نیم عریاں لباس مت پہنو۔ لباس ایسا ہو کہ جس سے مکمل جسم چھپایا جاسکے اور جسم کا کوئی بھی حصہ برہنہ نہ ہو

عورت کے ہاتھ پاؤں کے علاوہ باقی سارا جسم مقامِ ستر ہے، عورت کا چہرہ بھی غیر محرم مردوں کے لئے ستر کی حیثیت رکھتا ہے جسے اُن سے چھپانا شرعاً واجب ہے جیسا کہ سورۃ النور: آیت: ۳۱ سے واضح ہوتا ہے۔ سیدنا ابنِ عباس اور سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی آیت کی تفسیر میں یہی ثابت ہے (مصنف ابنِ ابی شیبہ)

تنبیہ: اس ضابطہ کی روشنی میں ایسا لباس پہننا جس میں آدھی یا مکمل آستین نہ ہوں (sleeveless or half sleeveless) یا جو ٹخنہ (Ankle) سے اوپر ہو کہ جس سے ٹخنے ظاہر ہوتے ہوں وہ بھی شرعاً جائز نہیں ہیں۔

پانچویں نصیحت :

لباس تنگ اور چست نہ ہو

شوہر کے علاوہ غیر محرم اجنبی مرد تو دور محرم مردوں کے سامنے بھی ایسا لباس پہنا حرام ہے جو اتنا تنگ و چست ہو کہ جس سے اس کے جسم کے اوصاف و ابھار نمایاں ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک صحابی کو ایک چادر تحفہ میں دی جسے اُس نے اپنی بیوی کو پہنا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے کہنا کہ اس چادر کو پہنے سے پہلے جسم پر غلالہ (یعنی وہ کپڑا جسے عورتیں لباس کے نیچے اس لئے پہنتی ہیں تاکہ اس سے جسم کے اوصاف و ابھار نمایاں نہ ہو) ضرور پہنے ورنہ مجھے خدشہ ہے کہ وہ چادر اس کی ہڈیوں (یعنی ابھار وغیرہ) کو نمایاں کرے گی۔ (احمد، بیہقی، ابوداؤد)۔

چھٹی نصیحت :

لباس پتلا اور باریک نہ ہو

عورت کے لئے ایسا لباس پہنا بھی حرام و ناجائز ہے جو اتنا باریک و پتلا ہو کہ جس سے جسم کا کوئی بھی حصہ جھلک رہا ہو، یہ ایمان والی عورتوں کا لباس نہیں بلکہ بدکارہ و فاحشہ عورتوں کا لباس ہے۔ ایک صحابیہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئیں، انہوں نے ایک باریک اوڑھنی (دوپٹہ) لے رکھا تھا جس میں سے اُن کی پیشانی صاف دکھائی دیتی تھی (غور کریں کہ اُن کے کپڑے پاریک نہیں تھے بلکہ دوپٹہ باریک تھا، جسم نہیں پیشانی نظر آرہی تھی) چنانچہ سیدہ عائشہ نے وہ اوڑھنی لے کر پھاڑ دی اور فرمایا کہ کیا تمہیں معلوم نہیں جو سورہ نور میں اللہ نے (پردے سے متعلق) نازل فرمایا ہے؟ پھر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک (موٹی) اوڑھنی منگوا کر انہیں پہنا دی۔ (مؤطا، بیہقی، طبقات ابن سعد) یہ روایت آج کی مسلم خواتین کے لئے انتہائی قابلِ نصیحت ہے کہ پردہ، حیا و لباس کا معاملہ انتہائی نازک و اہم ہے کہ اس میں جسم کا لباس تو دور دوپٹہ و اوڑھنی میں بھی غفلت برداشت نہیں کی گئی۔ اللہ مسلمان عورتوں کو حیا و عصمت عطا فرمائے۔

تنبیہ :

مذکورہ ایسا لباس جو باریک یا پتلا ہو، یا تنگ و چست ہو یا مکمل جسم کو نہ ڈھانپے وہ نیم عریاں لباس ہے اور ایسی عورتیں جو اُسے زیبِ تن کریں اُس وعید میں شامل ہیں جو پچھلی سطور میں صحیح مسلم کی حدیث میں بیان ہوئی، جنہیں ملعون اور کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ قرار دیا گیا اور فرمایا کہ جہنم میں داخل ہوں گی، جنت میں داخلہ تو دور جنت کی خوشبو تک کو نہیں پاسکیں گی۔

ساتویں نصیحت:

گھر سے نکلتے وقت یا غیر محرم کی موجودگی میں جسم و لباس پر خوشبو استعمال مت کرو

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو خاتون عطر (یا خوشبو) لگا کر (نامحرم) مردوں کے پاس سے گزرتی ہے تو وہ زانیہ ہے (یعنی اس کی اس حرکت کا گناہ گناہ کبیرہ اور زنا کی طرح ہے کیونکہ اس نے غیر محرم مردوں کو اپنی طرف متوجہ کیا)۔ (سنن نسائی) البتہ عورت اپنے گھر میں (اگر وہاں غیر محرم موجود نہ ہوں) خوشبو استعمال کر سکتی ہے۔

آٹھویں نصیحت:

وضع قطع، لباس و حلیہ میں مردوں سے مشابہت اختیار کرنے سے بچو

رسول اللہ ﷺ نے ان مردوں پر لعنت کی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اور ان عورتوں پر (بھی) لعنت کی جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔ (صحیح بخاری)

وضاحت: چہرے میں تو کتنے ہی مرد اس زمرے میں آتے ہیں جبکہ عورتوں میں تو لباس، حلیہ اور وضع قطع میں مردوں کی مشابہت بہت عام ہوتی جا رہی ہے، ایسے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی لعنت تو قبول ہے مگر اس عمل سے اجتناب قبول نہیں پھر اللہ کی رحمت سے دوری نہ ہوگی تو اور کیا ہوگا۔

نویں نصیحت:

غیر شرعی زیب وزینت مت اختیار کرو

اسلام زیب و زینت اختیار کرنے کے قطعاً خلاف نہیں بلکہ اسلام تو خوبصورتی، صفائی ستھرائی، پاکیزگی، طہارت و نفاست کو نا صرف پسند کرتا ہے بلکہ ان کی طرف رغبت بھی دلاتا ہے، البتہ زیب و زینت کے لحاظ سے اسلام نے کچھ حدود و قیود متعین کر دی ہیں جیسے:

"زیب و زینت اختیار کرنے میں کوئی ایسی وضع قطع اختیار نہ کرے جو کسی غیر مسلم قوم کا شعار ہو"

جیسے ہندو عورتوں کا ماتھے پر بندیا لگانا وغیرہ۔

اسی طرح "زیب و زینت کے معاملہ میں کسی غیر مسلم کو اپنا آئیڈیل نہ بنائے اور نہ ہی اس کی وضع قطع اختیار کرے" کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے کفار کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔

اسی طرح "زیب و زینت اختیار کرنے میں جن اعمال سے مطلقاً منع کر دیا گیا ہے ان سے بلا چوں چراں کلی اجتناب کرنا"

جیسے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "گودنے والی اور خوبصورتی کے لئے

ابروؤں (eyebrows) کے بال اتارنے والی (یا باریک وسیٹ کرنے وکروانے والی) دانتوں کو جدا کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔ایک عورت نے کہا کہ آپ ان عورتوں پر کیوں لعنت کرتے ہیں؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں اُن عورتوں پر کیوں نہ لعنت کروں جن پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اللہ کی کتاب نے لعنت کی ہو۔ (صحیح بخاری)

"اسی طرح خواتین کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہیے کہ میک اپ کے لیے جو وہ سامان استعمال کر رہی ہوں اس میں کوئی بھی ایسی چیز شامل نہ ہو جو شرعاً حرام ہو یا صحت کے لئے مضر ہو ورنہ اس کا استعمال شرعاً جائز نہ ہوگا"۔

دسویں نصیحت:

اجنبی (غیر محرم) مردوں سے خلوت، علیحدگی، اکیلا پن اختیار مت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "جب کوئی شخص کسی تنہا عورت کے پاس ہو تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔ (جامع ترمذی)

وضاحت: ہماری شریعتِ مطہرہ نے گناہ کے ساتھ ساتھ اُن امور سے بھی منع فرمایا جو گناہ کا سبب بنیں اور گناہ کی طرف راغب کرنے والے ہوں لہٰذا قرآن حکیم میں فواحش کے قریب تک جانے سے روکا گیا۔ (الانعام:۱۵۱) یہ اور اس جیسے دیگر احکامات اسی زمرہ میں شامل ہیں۔

گیارھویں نصیحت:

غیر محرم مرد سے مصافحہ نہ کرو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے کسی کے سر میں لوہے کے سوئے سے چھید کر دیا جائے یہ (نقصان) اس کے لئے بہتر ہے بجائے اس کے کہ تم میں سے کوئی کسی اجنبی عورت سے مصافحہ کرے۔ (الطبرانی)

بارہویں نصیحت:

بغیر محرم کے سفر مت کرو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ: "اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والی کسی عورت کیلئے حلال نہیں کہ ایک رات کا سفر کرے اس حال میں کہ اس کے ساتھ اس کا کوئی ایسا رشتہ دار نہ ہو جس سے نکاح حرام ہے"۔ (صحیح بخاری) یعنی محرم کے بغیر سفر نہ کرے۔

وضاحت: ستر و حجاب کی شرائط کی پابندی کے ساتھ عورت کچھ مسافت تک اکیلے جاسکتی ہے بشرطیکہ فتنہ کا خدشہ نہ ہو، عہدِ نبوی ﷺ میں عورتوں کا محلے کی عورتوں سے ملاقات اور قریب کی فصلوں میں اکیلے جانا ثابت ہے، البتہ اگر ایک دن اور رات کا سفر ہو یا ایک دن سے کم دور کا سفر ہو جس میں اکیلے ہونے کی وجہ سے کسی فتنہ کا اندیشہ ہو تو ایسی صورت میں محرم کے بغیر نکلنا جائز نہیں ہے۔ واللہ اعلم

تیرھویں نصیحت:

اے عورتوں کی جماعت! (کثرت سے) صدقہ و خیرات کیا کرو (جہنم میں تمہاری کثرت تمہاری بدزبانی و بدکلامی اور شوہروں کی نافرمانی و ناشکری کی وجہ سے ہے)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمنے (ایک مرتبہ) خواتین کو مخاطب کر کے فرمایا: " اے عورتوں کی جماعت! تم (کثرت سے) صدقہ وخیرات کیا کرو کیونکہ میں نے دوزخ میں تمہاری کثرت (مردوں کی نسبت زیادہ تعداد) دیکھی ہے" (یہ سن کر) ان عورتوں نے کہا، اے اللہ کے رسول ﷺ! اس کی وجہ کیا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا" تم لعن وطعن (بدزبانی و بدکلامی) بہت کرتی ہو اور اپنے شوہروں کی نافرمانی و ناشکری کرتی رہتی ہو، اور میں نے (تمہیں) عقل و دین میں کمزور ہونے کے باوجود عقل مند مرد کو بے وقوف بنا دینے میں تم (خواتین) سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا" (یہ سن کر) ان عورتوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول ﷺ! ہماری عقل اور ہمارے دین میں کیا کمی ہے؟ آپ ﷺ نے (سوال کرتے ہوئے) فرمایا، کیا ایک عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ (یعنی کیا ایسا نہیں ہے کہ شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے؟) انہوں نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا۔ یہ عورت کی عقل کی کمی ہے (پھر فرمایا:) اور کیا ایسا نہیں ہے کہ جس وقت عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے، انہوں نے کہا جی ہاں ایسا ہی ہے آپ ﷺ نے فرمایا: یہ اس کے دین کی کمی ہے۔" (صحیح البخاری، ح: ۳۰۴ و صحیح مسلم، ح: ۸۹)

وضاحت: مذکورہ حدیثِ رسول ﷺ تمام اہلِ اسلام خواتین کے لئے ایک بہترین نصیحت ہے۔ حدیث میں صدقہ کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ صدقہ گناہوں کے برے اثرات کو کم کرتا ہے، اللہ کے غصہ کو ٹھنڈا کرتا ہے، اللہ کی رضا و محبت اور مغفرت کے حصول کا ذریعہ ہے، ایک انسان میں دوسرے انسان کا احساس پیدا کرتا ہے، باہمی تعاون کا جذبہ بیدار کرتا ہے اور جہنم سے نجات کا بنیادی سبب ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کی جہنم میں کثیر تعداد کی دو بنیادی وجوہات ذکر فرمائیں ہیں:

۱) بدزبانی و بدکلامی ۲) شوہر کی نافرمانی و ناشکری۔ جن کی مختصر وضاحت درجِ ذیل ہے:

زبان اور عورت:

یہ زبان ہی ہے کہ جو انسان کے کردار کو سنوارتی بھی ہے اور بگاڑتی بھی ہے، جس سے گھر، خاندان اور معاشرے میں امن و محبت قائم کی جاسکتی ہے جبکہ کتنے ہی گھر ایسے ہیں جن کے اجڑنے کی وجہ اور کتنے ہی خاندان ایسے ہیں جن کے بکھرنے کی وجہ یہی زبان ہوتی ہے اور کتنے ہی معاشرے اسی زبان کی وجہ سے بربادی و تباہی کا شکار ہوجاتے ہیں۔

عورتوں کو خاص طور پر اس کی تلقین کرنے کی ایک وجہ یہی ہے کہ عورتوں میں زبانی برائیاں زیادہ ہوتی ہیں جیسے غیبت، چغلی، تہمت و بہتان درازی، گالم گلوچ، لعن طعن کرنا، بات بات پر بددعائیں دینا، ناشکری کے کلمات منہ سے نکالنا، مصیبت و تکلیف کے موقع پر نوحہ و آوازیں بلند کرنا، لڑنا جھگڑنا وغیرہ اور پھر دنیا تو برباد ہوئی، آخرت میں بھی یہ زبان جہنم میں جانے کا سبب بن جائیگی۔ اللہ سب کو ہدایت و نیک سمجھ عطا فرمائے۔

شادی شدہ عورتوں کے جہنم میں جانے کی بڑی وجہ:

میاں بیوی کے حقوق:

مذکورہ حدیث میں عورتوں کی جہنم میں اکثریت کی ایک اور وجہ یہ بتائی گئی کہ تم اپنے شوہر کی نافرمانی و ناشکری کرتی ہو۔ شادی شدہ عورتوں کے لئے اس میں بڑی نصیحت ہے۔ جس سے وہ اپنے شوہر کے ان پر حقوق کا ندازہ لگا سکتی ہیں۔ ہمارے دین میں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے کی بہت تلقین کی گئی ہے، خوشی و غم اور آسائش و تنگی ہر حال میں ایک دوسرے کا ساتھ نبھانے کا حکم دیا گیا۔

بیوی پر شوہر کے حقوق:

بیوی کو یہ حکم دیا گیا کہ اپنے شوہر کو اپنی جنت سمجھے، جائز امور میں حد درجہ اُس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے، اس کی پسند و ناپسند کا خیال رکھے، البتہ گناہ و خلافِ شرع امور میں نہ اس کا ساتھ دے اور نہ ہی اُس کی اطاعت کرے۔ اسی طرح شوہر کی جائز ضروریات کا خیال رکھے، اُس کے جائز مطالبات پورے کرے، اس کی ہر طرح سے خدمت کو اپنے لیے باعثِ سعادت سمجھے، شوہر کی خوشی کو اپنی خوشی اور غم کو اپنا غم سمجھے، اُس کی پریشانی و تکلیف میں اس کا ساتھ دے اور اس کا سہارا بنے، ہر حال میں صبر و شکر کے ساتھ خوش رہے، اور ہر بیوی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی عزت، شوہر کے گھر اور مال و متاع کی حفاظت کرے، بچوں کی بہترین پرورش اور دینی و دنیاوی تربیت کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ بہترین عورت کون سی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ عورت کہ جب اس کا شوہر اُس کی طرف دیکھے تو وہ اُسے خوش کر دے، جب کسی بات کا حکم دے تو اُس کی اطاعت کرے اور شوہر کو اپنی جان و مال کے حوالہ سے جو چیز ناپسند ہو تو اس میں شوہر کی مخالفت نہ کرے (نسائی) لہٰذا بیوی شوہر کی نافرمانی و ناراضگی سے بچے کیونکہ اللہ اُس عورت سے اس وقت تک ناراض رہتا ہے جب تک کہ اُس کا شوہر اُس سے راضی نہ ہو جائے (بخاری) اور اُس عورت کی نماز تک قبول نہیں ہوتی جو اس حال میں رات گزارے کہ اُس کا شوہر اس سے ناراض ہو۔ (ابن ماجہ)

شوہر کا بیوی پر کتنا بڑا حق ہے اس حدیث سے اندازہ لگائیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب ایک صحابی نے اس بات کا مطالبہ کیا کہ یمن کے لوگ اپنے حکمران و بادشاہ کو سجدہ کرتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو تمام حکمران و بادشاہوں سے بڑھ کر ہیں تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کریں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میں کسی کو یہ حکم دیتا کہ وہ (اللہ کے

علاوہ) کسی کو سجدہ کرے تو (شوہر کے بیوی پر اتنے حق ہیں کہ) عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (ترمذی) الغرض رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہ دیکھو کہ تم اپنے شوہر کی نگاہ میں کیسی ہو؟ کیونکہ وہی تمہاری جنت ہے (اگر وہ تم سے خوش و راضی ہے) یا جہنم (اگر وہ تم سے خوش و راضی نہیں)۔ (مسند احمد)۔ اور فرمایا: جس عورت کو اس حال میں موت آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔" (ترمذی)

شوہر پر بیوی کے حقوق:

اسی طرح شوہر کو بھی یہ حکم دیا گیا کہ وہ اپنی بیوی سے نفرت نہ کرے (مسلم) جو خود کھائے وہ اُسے کھلائے، جس معیار کا لباس اپنے لئے اختیار کرے ویسا ہی اپنی بیوی کے لئے بھی کرے، بیوی کو برا بھلا کہنے سے اور اس کے چہرے پر مارنے سے منع فرمایا، اور فرمایا کہ ناراضگی میں اگر خود سے الگ کرنا ہو تو اپنے ہی گھر میں کرے (گھر سے نہ نکالے) (ابوداؤد) اور اُسے یہ بہترین اصول دیا کہ اگر بیوی میں کوئی بات بری ہوگی تو اس میں اچھی عادتیں و باتیں بھی ہوگی، اس کی اچھی باتوں و عادتوں کو سامنے رکھے اور اس کی غلطیوں سے صرفِ نظر کرے۔ الغرض اپنی بیوی کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ رکھے (النساء: ۱۹) یعنی اُس کے عزت کے ساتھ رہن سہن، نان نفقہ کا انتظام کرے، بیماری میں اس کے مناسب علاج معالجہ کا بندوبست کرے، اس کی جائز ضروریات وخواہشات کو احسن طریقہ سے پورا کرے۔

اور اس کے ساتھ ساتھ دونوں کو دنیا کے علاوہ ایک دوسرے کے دین اور آخرت کی بھی فکر کرنی چاہئے کہ اصل ٹھکانہ اور ابدی زندگی تو وہی ہے۔

چودھویں نصیحت:

پانچ وقت نماز پڑھو، رمضان کے روزے رکھو، شرمگاہ کی حفاظت کرو، اپنے شوہر کی اطاعت کرو۔

"عورتوں کے لئے عظیم خوشخبری"

پچھلی سطور میں میاں بیوی کے حقوق کا بیان ہوا۔ جہاں ایک طرف عورتوں کو اپنے شوہروں کے حقوق کے حوالہ سے پابند کیا گیا ہے وہاں دوسری طرف دیگر کاموں کے ساتھ ساتھ چند اہم کاموں پر پابندی کرنے پر عظیم خوشخبری بھی سنائی گئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: جس عورت نے پابندی کے ساتھ پانچوں وقت کی نمازیں ادا کیں، رمضان کے (ادا اور قضاء) روزے رکھے اپنی شرم گاہ کی حفاظت کی (یعنی فحاشی و عریانیت اور بدکاری سے اپنے نفس کو محفوظ رکھا) اور اپنے شوہر کی (جائز امور میں) فرمانبرداری کی تو اس عورت کے لئے یہ بشارت ہے کہ وہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں داخل ہوجائے۔ (صحیح الجامع الصغیر)

پندرھویں نصیحت:

اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: عورت اپنے شوہر کے گھر میں نگران و ذمہ دار ہے، اُس سے اس کی رعیت کے متعلق باز پرس ہوگی۔ (صحیح بخاری)

وضاحت: عورت کی ذمہ داریوں میں ایک بڑی و بنیادی ذمہ داری اپنی اولاد کی اچھی تربیت کرنا ہے، یہ ایک حقیقت ہے کہ مرد کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ عورت ہوتی ہے اور یہ عموماً اُس کی ماں کی اچھی تربیت کا نتیجہ ہوتا ہے، عموماً بچوں میں بچپن میں باپ کی نسبت ماں کی طرف میلان زیادہ ہوتا ہے، باپ دن بھر گھر سے باہر ہوتا ہے اور بچے ماں کے ساتھ زیادہ وقت گزرتے ہیں یہی فطرت کا نظام بھی ہے اور اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ ماں اس فطری میلان و نظام کا بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی ہر ممکنہ صلاحیت، وقت اور طاقت کو اپنے بچوں کی اچھی تربیت میں گزارے اور اسی لئے شریعت نے عورت کو گھر سے باہر کی کوئی ذمہ داری سے آزاد رکھا ہے کیونکہ اس کی یہی ذمہ داری بہت بڑی ہے۔ اگر ہر ماں اس کا صحیح حق ادا کردے تو گھر، خاندان، معاشرے کبھی بھی نہ بگڑیں۔

نوٹ: یہاں یہ بات بھی انتہائی توجہ طلب ہے کہ مائیں اپنی اولاد کی دنیاوی تعلیم کی فکر تو کرتی ہیں مگر دینی تعلیم کی انہیں کوئی فکر نہیں ہوتی، جبکہ دنیاوی تعلیم دنیا میں رہنے کی ضرورت تو بن سکتی ہے لیکن محض دنیاوی تعلیم انسان کو نہ قبر میں کام آئیگی اور نہ ہی آخرت میں لہٰذا ضرورت کو مقصد نہ سمجھا جائے اور دینی تعلیم ضرورت بھی ہے اور مقصد بھی، یہ دین ہی ہے جو انسان کو اس کی حقیقت و مقصدِ حیات سے آگاہ کرتا ہے، دنیا میں فتنوں و آزمائشوں سے نبرد آزما ہونے کی ہمت فراہم کرتا ہے، اللہ اور اس کے بندوں کے حقوق سکھاتا اور اس میں ان حقوق کو خلوص کے ساتھ بے لوث ہو کر ادا کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے لہٰذا یہ دین ہی ہے جو دنیا میں بھی، قبر میں بھی کام آئیگا اور آخرت میں بھی۔

سولھویں نصیحت:

چھوٹے گناہوں سے بھی بچتی رہا کرو

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا تو ان گناہوں سے بچتی رہ جن کو لوگ حقیر جانتے ہیں اس لئے کہ اللہ تعالی ان کا بھی مؤاخذہ کرے گا۔ (ابن ماجہ)

وضاحت: یعنی کبیرہ گناہوں کے ساتھ ساتھ صغیرہ یعنی بظاہراً معمولی نظر آنے والے گناہوں سے بھی اجتناب کرو کیونکہ صغیرہ جب مل جائیں یا اُن پر اصرار و ہمیشگی ہونے لگے تو وہ بھی کبیرہ میں شمار ہوتے ہیں۔

آخر میں اللہ رب العالمین سے یہ دعاء ہے کہ وہ ہمیں ان نصیحتوں کو سمجھنے، قبول و تسلیم کرنے اور عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

وما علینا الا البلاغ۔ وآخر دعوانا ان الحمدُ للہ رب العالمین

ذرا سوچیئے
کہیں ہم ان میں سے تو نہیں ؟؟؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

’’جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (اور نہ ہی میں دیکھوں گا) جن میں ایک گروہ ان عورتوں کا ہے جو (دنیا میں) کپڑوں سے عاری رہنے والی، یا بظاہر کپڑے پہنے کے باوجود حقیقت میں بے لباس و برہنہ ہوں گی وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹ کی کوہان کی طرح ہوں گے ایسی عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوں گی اور نہ ہی جنت کی خوشبو تک کو پاسکیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی (یعنی برسوں) دوری سے محسوس کی جاسکتی ہے۔‘‘ (صحیح مسلم)

ایسا لباس جو باریک یا پتلا ہو جس سے جسم کا کوئی بھی حصہ ظاہر ہو، یا تنگ و چست ہو کہ جس سے جسم کے اوصاف و ابھار نمایاں ہوں یا وہ مکمل جسم کو نہ ڈھانپے وہ نیم عریاں لباس ہے اور ایسی عورتوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملعون اور کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ قرار دیا اور فرمایا کہ جہنم میں داخل ہوں گی جنت میں داخلہ تو دور جنت کی خوشبو تک کو نہیں پاسکیں گی۔